طویل نظم

طویل نظم دراصل نظم کی ایک خاص قسم ہے۔ جس کا چلن پہلی جنگِ عظیم (1914) کے بعد عام ہوا۔ پہلی مشہور ترین طویل نظم انگریزی کے نامور شاعر ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ کی "The Wasteland" ہے۔ بعض نقادوں کا خیال ہے کہ طویل نظم ایک طرح کا تخلیقی مقالہ ہوتا ہے۔ اپنی وسعت اور طوالت کی وجہ سے طویل نظم میں یہ گنجائش رہتی ہے کہ شعری تجربے کا اظہار تسلسل کے ساتھ اور مربوط طریقے سے کیا جائے۔ طویل نظم کی ہیئت متعین نہیں ہے۔ یہ نظم عام طور پر شروع سے آخر تک ایک ہی بحر میں لکھی جاتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی مختلف بحروں کو ایک ہی نظم میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ظاہری اعتبار سے طویل نظم کی ایک معروف مثال "مسدس حالی" ہے اور اقبال کی بعض نظمیں مثلاً "خضرِ راہ"، "مسجدِ قرطبہ"، "ذوق و شوق" بھی طویل نظمیں ہیں۔ ان نظموں کی ہیئت روایتی ہے۔ طویل نظموں کی ہیئت میں بڑے اور انقلابی تجربوں کا سلسلہ سردار جعفری کی نظموں سے شروع ہوا۔ "نئی دنیا کو سلام" اور "ایشیا جاگ اٹھا" ان کی مشہور طویل نظمیں ہیں۔ اردو کی مشہور طویل نظمیں جنہیں بہت مقبولیت حاصل ہوئی یہ ہیں: "حسن کوزہ گر"، "کھنڈر"، "پرچھائیاں"، "آدھی صدی کے بعد"، "سندباد"، "شب گشت"، "جلالۃ الجرس"، "سیارگان"، "صوت الناقوس"، "ولاس یاترا"۔

مشرق و مغرب کی کم و بیش تمام زبانوں میں طویل نظمیں لکھی جا رہی ہیں۔

وقت کا ترانہ

تو نے لاکھوں بہاریں دیکھی ہیں
اب کی اس ملک کی بہار ہے اور
وادیاں گونجتی ہیں نعروں سے
ساز و آہنگِ آبشار ہے اور

قافلہ انقلاب کا ہے رواں
بج رہی ہے خوشی کی شہنائی
زلزلوں سے دہل رہی ہے زمیں
لے رہے ہیں پہاڑ انگڑائی

سُلگ اُٹھی ہے انتقام کی آگ
برف کی چوٹیاں دہکتی ہیں
ظلم اور جبر کے اندھیرے میں
سیکڑوں بجلیاں چمکتی ہیں

جن کو کچلا گیا ہے صدیوں سے
آج تک ان کے دل دھڑکتے ہیں
زندگی کے بجھے ہوئے شعلے
اک نئی شان سے بھڑکتے ہیں

فصل کے ساتھ ساتھ کھیتوں سے
اُگ رہی ہے بغاوتوں کی سپاہ
جگمگاتی ہے عدل کی شمشیر
مل سکے گی نہ ظالموں کو پناہ

کارخانوں کے آہنی دل سے
ایک سیلاب سا اُبلتا ہے
سرخ پرچم ہوا کے سینے پر
بن کے رنگِ شفق مچلتا ہے

یہی ہندوستاں کا ساحل ہے
جس پہ ٹوٹا غرورِ سلطانی
آگ سی لگ گئی ہے پانی میں
موجیں کرتی ہیں شعلہ افشانی

بادباں کھل گئے بغاوت کے
بمبئی کے جہازیوں کو سلام
جو شہنشاہیت سے ٹکرائے
ایسے جاں باز غازیوں کو سلام

دیدنی اہلِ شہر کا ہے شکوہ
گولیاں روکتے ہیں سینوں پر
لب پہ نعرے، نگہ میں عزمِ جہاد
حُرّیت ضو فگن جبینوں پر

ہر سڑک پر سمندروں کا اُبال
ہر گلی میں ہے جوشِ طوفانی
غرق کردے گی بادشاہی کو
آدمی کے لہو کی طغیانی